جناب خواجہ عبدالحمید آف قادیان

تاریخ قادیان

قسط نمبر ۵

مرزائیت اور علامہ اقبالؒ

برطانوی دورِ حکومت میں مرزائی یا احمدی جماعت کے بانی نے اسلام اور مسلمانانِ عالم کے خلاف جس طرح و جس طریق سے نمک پاشی کی اور انگریزی حکومت سے ذاتی مفاد حاصل کرنے کیلئے اغیار کی دولت کو رحمت شمار کیا، قرآنِ کریم کے حکمِ جہاد کو حرام قرار دینا، مہدی علیہ السلام کو خونی مہدی کہہ کر "پچاس ہزار الماریوں کا بھر دینا" اور برطانوی حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے اپنی جماعت احمدیہ کو جاسوسی کے لئے مخصوص ٹریننگ دینا اور برطانوی فن پروپیگنڈہ کے فن میں تعلیم حاصل کرکے اسلامی عقائد کی من گھڑت تاویلات کرنا، بزرگانِ اسلام کے قول و فعل پر حملے کرنا، مسلمانانِ عالم کی مرکزیت کو فنا کرنے اور ان کے باہمی اختلافات کو ہوا دے کر اس کی آڑ میں خود کو نمایاں کرنا، الزام تراشیاں اور جھوٹے بہتانات عاید کرنا، منشی غلام احمد متنبی قادیان کا بائیں ہاتھ کا کرتب ہے اور اس جماعت کا یہ طریق ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

کچھ عرصہ سے مرزائی جماعت کے مبلغوں کی طرف سے اپنے گرو کی سنت پر عمل کرتے ہوئے، مختلف مغالطوں کے ذریعہ حقائق کو توڑ مروڑ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ علامہ اقبال مرزائیت کے حامی اور مداح تھے اور صرف احرار کے ورغلانے پر مرزائیت کے خلاف ہوئے اور اس مخالفت کی وجوہات اصولی اور مذہبی نہیں بلکہ سیاسی تھیں، ملاحظہ ہو:

"علامہ اقبال نے ۱۹۳۱ء میں جب کشمیر کمیٹی کا آغاز ہوا، شملہ میں زور دیکر حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا اور اس پر پورا زور دیا اور عرصہ تک آپ کی صدارت

ہیں کام کرتے رہے۔ مذکورہ حوالہ جات ان کے گہرے روابط اور موانست کو ظاہر کرتے ہیں جو وہ جماعتِ احمدیہ سے رکھتے تھے۔ البتہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ سے اختلاف کیا۔ لیکن اہلِ بصیرت جانتے ہیں کہ ان کے وجوہ سیاسی تھے۔" (بیان عبدالمالک خان، ناظرِ اصلاح ارشاد، صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ، شائع شدہ ۱۹۷۴ء، ص ۱۴)

اسی ٹریکٹ کے ابتدائی حصہ میں عبدالمالک خاں نے دیدہ دانستہ غلط بیانیوں کا انبار لگا دیا ہے، ملاحظہ ہو:

"چنانچہ ان کے کئی افراد نے احمدیت کو قبول کیا۔ ان کے والد مرحوم احمدی تھے، ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد احمدی تھے اور ان کے اکلوتے بھتیجے احمدی ہیں۔" (ٹریکٹ احمدیت، علامہ اقبال کی نظر میں ص۱)

الجواب:

ابتدائی دور میں جب کہ مرزا نے ابھی دعوائے نبوت نہیں کیا تھا، اگر کوئی شخص مرزا کی نسبت اچھے تعریفی کلمات کہہ دیتا تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ لیکن جب مرزا غلام احمد نے اسلام کے بنیادی عقاید سے ارتداد اختیار کیا تو بہت سے مرزائی تائب ہوئے جن میں سے میر غلام عباس لدھیانوی اور بہت سے دیگر حضرات تھے۔ علامہ اقبال کے والد بھی ابتدا میں غلام احمد قادیانی کے مرید ہو گئے اور جب بعد میں ان کو غلام احمد کے عقاید، اسلام کے خلاف معلوم ہوئے تو انہوں نے توبہ کر لی، تو اس میں علامہ اقبال تو کجا، ان کے والد پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد کا ابتدائی عقیدہ:

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقاید ہیں . . . . اور سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ . . . اس میری تقریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔" (اعلان غلام احمد قادیانی، ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم، مجموعہ اشتہارات)

تبدیلی :

۱۔ "یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے وہ حوالے، جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"
(حقیقۃ النبوت صہ ۱۲۱ مصنفہ محمود احمد)

۲۔ "وحی الٰہی میں میرا نام محمد بھی ہے اور رسول بھی" (براہین احمدیہ صہ ۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۳۔ "مسیح موعود خود محمد رسول ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے" (مرزا بشیر احمد، ریویو آف ریلیجز جلد ۴، ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۴۔ ۔ پہلی بعثت میں محمد ہے، تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن، رسول قدنی
سرمۂ چشم تیری خاک قدم ہو جائے
غوث اعظم، شاہ جیلاں، رسول قدنی!
(اخبار الفضل قادیان، ۱۶ر اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۵۔ "ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کے بعد مرزا صاحب ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر حضرت مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا (یہ تناسخ کا عقیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ناقل) پس جب بروزی رنگ میں مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہی ہیں جو دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو پھر سوال اٹھ سکتا تھا" (کلمۃ الفضل ص ۱۰۱، مصنفہ بشیر احمد، پسر متنبی غلام احمد متنبی قادیان)

۶۔ "حضرت مسیح موعود (غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا :
(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات (۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) نماز (۴) روزہ (۵) حج (۶) زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بنایا، ایک ایک چیز میں

ان مسلمانوں سے اختلاف ہے۔" (اخبار الفضل" قادیان جلد ۱۹، نمبر ۱۴۱،
۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷۔ "آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے، یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، مسیح موعود کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں مانتا تو ہم کون ہیں کہ اس کا انکار کریں؟"
(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۲۶، ج ۱۴، نمبر ۳)

مریدوں کے ایمان کا نمونہ:

مرزا غلام احمد کے مرید جن کو عرف عام میں احمدی یا مرزائی کہتے ہیں، ان کا مرزا پر جو ایمان و اعتقاد ہے، وہ بھی ملاحظہ ہو:

مرزا غلام احمد کے ایک مرید نے ان کے بیٹے محمود احمد خلیفہ المسیح الثانی کو خط لکھا جو خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ میں بیان کیا:

"اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں مگر اس سلسلہ سے محبت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے، اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا، ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے، ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ المسیح الثانی، مندرجہ اخبار الفضل قادیان، جلد ۲۶، نمبر ۲۰، ۲۱ راگست ۱۹۳۸ء)

ناظرین، آپ نے مرزا غلام احمد کی زندگی کے دونوں رخ دیکھ لیے۔ پہلی حالت میں جب کہ اس نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا، کسی شخص کا اس سے متاثر ہو کر، اس کی مریدی اختیار کرنا کوئی بڑی بات نہیں اور دوسری حالت میں جبکہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا اور کبھی کبھار زنا بھی فرما لیا کرتے تھے، کسی کا ان سے متنفر ہو کہ ان پر اور ان کی نبوت پر تین حرف

بھیج دینا عین خوش نصیبی ہے - چنانچہ علامہ اقبال کے والد انہی خوش نصیبوں میں تھے جو آپ کی مریدی سے کنارہ کش ہو کر اسلام میں داخل ہوگئے جس کا ذکر مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب سیرت المہدی میں بھی ذکر کیا ہے، اب اگر عبد المالک نے یا تو یہ کتاب نہیں پڑھی اور وہ جاہلِ مطلق ہے، یا دیدہ و دانستہ جھوٹ بول کر احمدیت کی خدمت کر رہا ہے -

رہی یہ بات کہ علامہ اقبال کا بھتیجا مرزائی ہے تو اس کا اعتراض علامہ پہ کیوں؟ گویا بھتیجا جس مذہب پہ ہو جاوے اور چچا وہ مذہب اختیار نہ کرے تو چچا کا مذہب غلط! بیٹا گمراہ ہو جاوے تو باپ کا مذہب غلط! اچھی دلیل ہے، قاعدہ کلیہ بنا لیجئے تاکہ بعد میں شرمندہ نہ ہونا پڑے - منشی غلام احمد متنبی قادیان کا بیٹا فضل احمد خدا کے فضل سے مسلمان تھا اور مرزا کی جھوٹی نبوت کو اس نے ماننے سے انکار کر دیا تھا، تو اسی قاعدہ کلیہ کی رو سے بیٹا سچا ہوا اور منشی غلام احمد غلط! کہیئے آپ کو اس پہ کوئی . . اعتراض تو نہیں؟

اگر مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کا بھتیجا منشی غلام احمد گمراہ ہو جائے تو مرزا نظام الدین اور امام الدین پہ اعتراض آسکتا ہے؟

اگر مولانا محمد علی، شوکت علی کے بھائی کا لڑکا عبد المالک عرف تُلّو گمراہ ہو جاوے اور اسلام قبول نہ کرے تو علی برادران پہ اعتراض آسکتا ہے؟

باقی رہا علامہ کا زور دیکر خلیفہ مسیح الثانی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانا تو یہ بھی ان دنوں کی بات ہے جب مرزا صاحب کو نبوت کا دورہ نہیں پڑا تھا اور نہ ہی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ مسیح الثانی بنے تھے . . . اور ابھی ان کا مندرجہ ذیل کردار بھی منظرِ عام پہ نہیں آیا تھا:

"موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد - ناقل) سخت بدچلن ہے - یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے - اس کام کیلئے اس نے بعض مردوں اور عورتوں کو ایجنٹ رکھا ہوا ہے - ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو میں رکھتا ہے - اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے" (بحوالہ شیخ عبد الرحمٰن مصری بی - اے سابق ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان، فیصلہ عدالت العالیہ

ہائی کورٹ، لاہور، شائع کردہ مولوی محمد علی ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور ۹ر دسمبر ۱۹۳۸ء)

علامہ اقبال کے تاثرات:

"ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت بانیٔ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیدیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک (قادیانیت) کے ایک رکن کو آنحضرت صلعم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا، درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔" (حرفِ اقبال صہ ۱۳۲)

ڈاکٹر اقبال کا عقیدہ:

"لمعات (رسالہ کا نام۔ ناقل) میں ڈاکٹر محمد اقبال پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لاء کا ایک مضمون چھپا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرۂ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (اخبار الفضل، قادیان، جلد ۳، نمبر ۱۰۵، مؤرخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۱۶ء)

علامہ اقبال پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ انہوں نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا غلط مطالبہ کیا تھا جب پہلے احمدیوں کو اچھا کہتے رہے۔

اصولی طور پر یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ متنبی قادیان منشی غلام احمد اپنے دعویٰ نبوت سے پہلے مسلمانوں سے مل کر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کذّاب، دجال کہتے تھے، بعد میں جب خود دعویٰ کر کے دجّال، کذّاب بنے تو مسلمانوں سے نمازیں، جنازے، رشتے الگ کر لئے اور عامۃ المسلمین کو کافر کہنے لگ گئے اور مرزائی جماعت نے اپنے جلسے کو ظلّی حج قرار دے دیا اور مسلمانوں سے ہر طرح علیحدہ ہو کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آ گئے اور متنبی قادیان خود کو محمد رسول کہنے لگ گئے ؎

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

علامہ اقبال کا باطل شکن مطالبہ؛

"ہمیں قادیانیوں کی حکمتِ عملی، ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ بانی تحریک احمدیہ نے اپنے متقدوں کو ملتِ اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ علاوہ بریں ان کا دین کے اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام، مسلمانوں سے نمازیں قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملہ میں مسلمانوں کا بائیکاٹ اور ان سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پہ دال ہیں، اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص غور وفکر کی ضرورت نہیں۔ جب قادیانی (مرزائی) مذہبی، معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ ازیں سرکاری ملازمتوں کے لئے ان کی آبادی، انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلا سکتی۔ ملتِ اسلامیہ کو پورا حق ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔" (حرفِ اقبال ص۱۳۶)

خلیفہ قادیان کی طرف سے علامہ کے مطالبہ کی تائید؛

چنانچہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت مسلم لیگ نے جب قادیانیوں کو ساتھ نہ ملایا تو خلیفہ قادیان نے لکھا کہ مسلم لیگ نے اپنے ممبروں سے یہ حلف لیا ہے کہ میں اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کروانے کی کوشش کروں گا۔" (پیغام صلح لاہور ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء)

"مسلم لیگ ۱۹۴۶ء کے الیکشن جیت چکی تو خلیفہ نے خود اقلیت بننے کا مطالبہ کر دیا، ملاحظہ ہو:

"میں نے اپنے ایک نمائندہ (سر ظفر اللہ کا نام نہیں لیا۔ ناقل) کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار آفیسر کو (جو غالباً لارڈ مونٹ بیٹن تھا۔ ناقل) کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں (یعنی ہر دو اقلیتوں) کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جاویں، جس پہ اس آفیسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ۔ اس پہ میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں، جس طرح ان کے حقوق تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں، تم ایک پارسی پیش کرو، میں اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کروں گا۔"

(اخبار "الفضل" قادیان، ۱۳ر نومبر ۱۹۳۶ء)

میاں دولتانہ کی طرف سے خلیفہ قادیان کے مطالبہ کی تائید:

میاں ممتاز محمد دولتانہ صدر پنجاب مسلم لیگ نے جو اس وقت پاکستان کی طرف سے برطانیہ میں سفیر مقرر ہیں، قادیانیوں کے مطالبہ کی تائید کی:

"میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری حکومت میں آفیسروں نے اپنی قادیانی قوم کے اکثر افراد کو ناجائز الاٹمنٹیں بھی عطا کر رکھی ہیں (تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا) بات دراصل یوں ہے کہ ہم مسلمان تو قادیانیوں کو اقلیت نہیں بناتے بلکہ انہوں نے ہی ہمیں اپنے آپ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ان کی اس علیحدگی اور خواہش کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان سے اور ان کو اپنے آپ سے الگ کر لیں۔ یقیناً یہ نکتہ درست اور جائز ہے اور سوچنے کے قابل ہے" (رپورٹ جلسہ مسلم لیگ مندرجہ اخبار زمیندار یکم ستمبر ۱۹۵۲ء)

میرزائیوں کا دیرینہ اپنا مطالبہ پورا ہوا:

اب اگر پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے مرزائیوں کو ان کے مطالبہ کے پیش نظر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا ہے تو ان کو خوش ہونا چاہیئے کہ ان کا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا گیا اور اس سلسلہ میں انہیں علامہ صاحب کا ممنون ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ان کے خلاف بغض وعناد کا اظہار کرنا چاہیئے ———— مرزائیوں کا کہ ہم نے علامہ اقبال کی اپنی تحریروں سے مرزائیوں کے بارے میں ان کے خیالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب یہ اندازہ کرنا آپ کا کام ہے کہ علامہ اقبال کہاں تک مرزائیوں کے حامی اور مداح تھے!